ہفتہ وار نور افشاں لودیانہ



حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

نمبر (۳۲) مطبوعہ ۶ - اگست ۱۸۹۷ء بروز جمعہ جلد (۲۵)

ایڈیٹوریل نوٹس

مولوی ہدایت رسول جس نے لکھنؤ میں ملکہ معظمہ کی نسبت حقارت آمیز کلمے نکالے تھے ایک سال تک بڑے گھر کی سیر کرینگے۔ معلوم پڑتا ہے کہ محمدی لوگ ایک سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔ یورپ کے سلاطین نے سلطان عبدالمجید کو یونان کی فوج کو مغلوب کرنے دیا کیونکہ اُن کے خیال میں یونان نے سلطان روم کو ناحق چھیڑا تھا۔ اِس سے محمدیوں نے یہہ نتیجہ نکالا کہ تمام سلطنتیں سلطان سے ڈرتی ہیں اور اِسی خیال کے اظہار میں اپنا منہہ کھولنے لگے +

ہمیں یقین ہے کہ تعلیم یافتہ محمدی بخوبی جانتے ہیں کہ یہہ خیال محض غلط اور حقیقت کے خلاف ہے لیکن اِس میں کچھ نہ کچھ مطلب براری خیال کرکے عوام الناس میں اس کو پھیلا دیتے ہیں یا دوسرے لفظوں میں کم ازکم یہہ کرتے ہیں کہ ایسے خام خیالوں کو روکنے اور عوام کو حقیقت سے آگاہ کرنے سے درگذر کرتے ہیں +

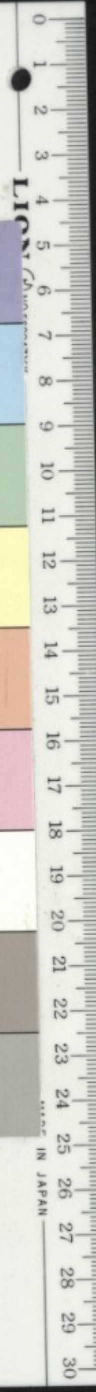
جاہل محمدیوں میں سے بہتیرے خیال کرتے ہیں کہ ملکہ معظمہ وکٹوریہ کسی قدر سلطان روم کے قابو میں ہے اور اُس پر فرض ہے کہ ضرورت کے وقت سلطان کی مدد کرے۔ اگرچہ یہہ خیال محض بیوقوفانہ ہے تاہم جاہل محمدی اِسکے ماننے میں ذرا بھی توقف نہیں کرتے خصوصاً اُس حالت میں جبکہ تعلیم یافتہ اپنے مطلب کے واسطے اِسکی تائید کرتے ہیں۔ اگر مولوی مذکور کو اِس سے زیادہ سخت سزا ملتی تو بہتر ہوتا۔ ملکہ وکٹوریہ جیسی نیک اور لائق ملکہ کی حقارت کرنا خصوصاً اُسوقت جب کُل ہندوستان و دیگر ممالک ملکہ کی نیکی اور لیاقت کے قائل ہورہے ہیں نہایت ہی غیر مناسب بات ہے۔ اگر لوگ سرکار انگلشیہ کے افسروں کے برخلاف زہر اُگلیں تو اُگلیں مگر ایک ایسے شخص کی نسبت جسکی نیکی اور خوبیاں روز روشن کیطرح چمک رہی ہیں ایسے کلمے نکالنا محض نابکاری ہے +

ایک مسیحی فقیر نے ایک ولایتی مشنری سے کہا کہ محبت ترس کے دریا میں غرق ہونا چاہئے تب تو ہندوستان پر انجیل کی منادی کا اثر ہوگا۔ ہم اِس فقیر کے قول کو تمام منادوں کے سامنے پیش کیا چاہتے ہیں جبتک کہ ہم گنہگاروں کی حالت پر دل و جان سے ترس نہ کھاویں تو ہمارا کام بیفائدہ رہیگا +

ا۔ قرنتیوں کے ۱۳ باب کو پڑھیں۔ ہم دھوکا نہ کھائیں۔ اگر ہم اِس محبت سے خالی ہیں تو منادی کے کام سے استعفا دینا بہتر ہوگا ورنہ ہم ہی ہیں جو عدالت کے دن وہ ڈنڈا ہر سیگا جو اُن کے واسطے بہت بھاری کیا گیا جو اپنے خداوند کی مرضی کو جانتے تو ہیں لیکن بجا نہیں لاتے ہیں +

ستیارتھ پرکاش کا ترجمہ

کئی دفعہ یہہ رائے پیش کی گئی ہے کہ ستیارتھ پرکاش کا ترجمہ انگریزی اور دیگر ہندوستانی زبانوں میں کیا جاوے مگر آریہ سماج کے آدمی اِس میں متفق نہیں ہیں۔ پروپکارنی سبھا جسکو پنڈت دیانند سرستی کی تصنیفات کے چھپوانے کا حق حاصل ہے۔ شاید ستیارتھ پرکاش کا ترجمہ شایع کرنا چاہتی ہو مگر پنجاب کے آریہ سماجی پسند نہیں کرتے کہ ستیارتھ پرکاش کا بے بہا خزانہ اوروں کو بھی مل جاوے۔ اب تک ستیارتھ پرکاش ہندی زبان میں ہے اور پنجاب میں ہندی زبان عام لوگ پڑھ نہیں سکتے اِس واسطے اب تک پنجاب کے بہت ہی کم لوگ ستیارتھ پرکاش کے مضمون سے واقف ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ پنجاب کے آریہ سماجی بڑی ہوشیاری کرتے ہیں۔ جب وہ دیگر زبانوں میں اسکا ترجمہ کرنا پسند نہیں کرتے کیونکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ ستیارتھ پرکاش کے ترجمہ سے آریہ سماج کی حقیقت جو ڈھول کے نیچے پول ہے کھل جاویگی۔ ہم بہت چاہتے ہیں کہ اُسکا ترجمہ اردو میں شایع کیا جاوے تاکہ ہم آسانی سے پبلک کو دکھلا سکیں کہ آریہ سماج کی تعلیمات کیسی نکمی اور لغو ہیں اور ذرا سی سمجھ والا آدمی بھی اُنکو قبول نہیں کرسکتا۔ آریہ سماج کے ممبروں کا ترجمہ کرنے سے انکار کرنا صاف



نور افشاں لاہور

پادری - اے - ایچ - یونگ صاحب - ایم - اے - ایڈیٹر

پادری ایچ گولکناتھ صاحب
پادری طالب الدین صاحب بی - اے + پادری - پی - سی - اوپل صاحب } اسسٹنٹ ایڈیٹرز

مسیحی مذہب کی ترقی و کامیابی

ایک اور بات توجہ طلب اِس مضمون کے متعلق یہہ ہے کہ اِس مذہب کی کامیابی اور ترقی عین اُن نبوتوں کے مطابق ہوئی ہے جو کلام الٰہی میں پائی جاتی ہیں۔ مذہب کی صحت اور سچائی کے ثبوت میں جو دلیل پیشین گوئیوں سے مستنبط ہوتی ہے وہ اکیلی ہی ایسی قاطع ہے کہ رشتۂ اعتراضات کو یک قلم کاٹ ڈالتی ہے۔ مگر اُس میں ایک نیا جوہر اور نیا زور پیدا ہو جاتا ہے۔ جب کہ وہ اَور دلایل کے ساتھ مل کر اُن کو تقویت بخشتی ہے۔ مسیحی مذہب کا عالمگیر ترقی پانا اُس کی انجیل جلیل کا اِس تاریک دُنیا کے ہر کونہ اور گوشہ میں پھیل جانا اُس کی سچائی کا ایک کافی ثبوت ہے مگر اِس ترقی اور کامیابی کا اُن نبوتوں اور پیشینگوئیوں کے مطابق ہو جو صدہا بلکہ ہزارہا سال پیشتر کی گئیں وجود میں آنا ہزاروں دلیلوں کی ایک دلیل لاجواب ہے۔ بائبل کے سرسری مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پیدایش سے مکاشفات تک اِس کتاب کے صفحے قسم قسم کی نبوتوں سے بھرے پڑے ہیں اور بہت سا حصہ اِن نبوتوں کا اِس مذہب کی عالمگیر ترقی کی خبر دیتا ہے آدم اور حوا کو باغ عدن میں اِس کامیابی کی خبر ملی۔ ابراہیم اِن الفاظ سے مخاطب کیا گیا۔ "تیری نسل سے سب قومیں برکت پاوینگی" اِن الفاظ کی اَور کیا تفسیر ہو سکتی ہے۔ اور کون سی تاویل اِن پر چسپاں کی جا سکتی ہے؟ سوائے اِس کے کہ یہودی نسل میں سے ایک شخص برپا ہوگا۔ جو تشنہ لبان وادئ دہر کے حق میں چشمۂ آب وحیات اور گم گردگان راہ خدا کے لئے الٰہی نور ٹھہریگا۔ اِسی طرح یسعیاہ ۱۱: ۔ دانیل ۲: ۷ ۔ اور زبور ۲: ۷۲ اور ۹۰ سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے اور خداوند یسوع مسیح خود اِن نوشتوں کے الفاظ کو لیتا اور اُنہی میں اپنے مذہب کی ترقی اور کامیابی کا بیان ادا کرتا ہے اور یہہ پیشین گوئیاں ایسی صاف اور واضح بلکہ مفصل ہیں کہ پڑھنے والا کسی طرح کے شک شبہہ میں نہیں رہتا۔ اُن سے صاف ظاہر ہے کہ بانی اِس مذہب کا ابراہیم اور داؤد کی نسل سے ہوگا پہلے دُکھ اُٹھائے گا اور پھر سرفراز ہو کر الٰہی تخت پر جلوس فرما ہوگا۔ مذہب اُس کا یروشلم اور صیحون سے شروع ہوگا اور تمام دُنیا میں پھیلے گا۔ ملک اُس کا صلح کُل اور محبت سے پُر ہوگا سلامتی اور امن اُس کے زمانہ میں عروج پاوینگے۔ لڑائیاں موقوف ہو جاوینگی بت پرستی جاتی رہیگی۔ اور اُس کے عوض سچی عبادت تمام دُنیا میں پھیل جاویگی۔ وغیرہ۔ اب یہہ ایسی باتیں ہیں کہ اِن کو پڑھ کر ماننا پڑتا ہے کہ اِنسانی ہاتھ کا دخل نہیں۔ کیونکہ کوئی شخص اپنی دور بینی اور دور اندیشی سے اپنے زمانہ کے موجودہ واقعات سے اِس قسم کے مفصل نتایج نکال نہیں سکتا اور نہ مطلب براری یا فریب ہی کے لئے ایسی باتیں اپنے مغز سے گھڑ سکتا ہے۔ بیشک یہہ نبوتیں انسان کی پیش بینی کے دائرہ سے بالکل باہر ہیں۔ اُن کے مفصل بیانات کے مطالعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اُن میں بہت سی ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو زمانہ کے داناؤں کو بجائے ممکن ہونے کے محال نظر آتی ہونگی کب کوئی یہودی اُس زمانہ کے برتاؤ کو دیکھ کر جس سے اُس کی قوم غیر اقوام کے لوگوں سے گھن اور نفرت کرتی تھی اور اُن کو راندۂ درگاہ الٰہی سمجھتی تھی۔ اور ہر طرح سے اپنی فضیلت اور فوقیت کو قائم رکھنے کی کوشش کرتی تھی اِن ایسی باتوں کو دیکھ کر کب کوئی یہودی یہہ نتیجہ اِن سے نکال سکتا تھا کہ یہودی رد کئے جاوینگے اور غیر قومیں خدا کے نزدیک مقبول و منظور ٹھہرینگی۔ کون شخص یہہ نتیجہ نکال سکتا تھا کہ انجیل جس کا بانی ایک غریب فرشتی تھا سادی قوموں میں پھیل جاویگی؟ ظاہری اسباب اِس قسم کے نتیجوں کے مخالف اور مانع تھے صرف وہی اِن باتوں کی خبر دے سکتا تھا۔ جس کے سامنے ماضی اور مستقبل حال کی طرح ہیں جو اپنی انگلی سے واقعات کی کمانی کو پھیر کر انقلابات زمانہ کو وجود میں لاتا ہے۔ اور اِس کامیابی کی خبر کے ساتھ ساتھ یہہ خبر بھی ملتی ہے کہ اِس میں غلطیاں اور خرابیاں بھی راہ پاوینگی۔ مگر یہہ مذہب اپنی باطنی پاکیزگی اور ذاتی قدرت سے اُن کو دور کریگا۔ اُن پر غالب آکر ہمیشہ وبہ ترقی رہیگا۔ کڑھوے دانے کی تمثیل۔ پولوس کے بعض بیانوں۔ اور یوحنا کے اشاروں سے جو مخالف مسیح کی نسبت پائے جاتے ہیں۔ اور مکاشفات کی عبارتوں سے روشن ہے کہ اپنے اور بیگانوں سے بہت سی مشکلات اِس پر حادث ہونگی۔ مگر پھر بھی یہہ اُن سب پر فتح پاویگا اور کوئی بات اِس کی قدم ترقی کو روک نہ سکے گی۔ یہہ ہم مانتے ہیں کہ یہہ سب باتیں ابھی پوری نہیں ہوئیں۔ لیکن اِس کا بھی کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ دنیا کے مذاہب میں عیسیٰ ہی کا مذہب وہ مذہب ہے جس میں یہہ باتیں پوری ہوتی جاتی ہیں اور بہت درجہ تک ہو چکی ہیں۔ ہم نے کئی دلایل سے اِس دعویٰ کو ثابت کر دکھایا ہے کہ مسیحی مذہب کی کامیابی اور ترقی اُس کے منجانب اللہ ہونے کی پختہ دلیل ہے۔

اب ہم تھوڑی دیر کیلئے یہہ بھی دکھانا چاہتے ہیں کہ مسیحی مذہب کے مخالف اِسکا کیا جواب دیتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ ناظرین بجا تعصب کو چھوڑ کر انصاف کو کام میں لاوینگے جو دعویٰ مسیحی مذہب کی صداقت کی بابت ہم نے اُن دلایل کی بنا پر جو نور افشاں کے ایڈیٹوریل کالموں میں شائع ہوتی رہی ہیں قایم کیا ہے اُس کی تردید کیلئے مخالف یہہ جواب دیتے ہیں کہ انسان کی ارادہ اور مرضی میں یہہ قابلیت پائی جاتی ہے کہ وہ ایک چیز یا خیال کو رد کر کے اُس کے عوض میں کسی اَور چیز یا دوسرے خیال کو اختیار کرے پس ایک مذہب کو ترک کرنا اور مسیحی مذہب کو قبول کرنا آدمی کی مرضی پر موقوف ہے۔ اِس میں تائید آسمانی کو کچھ دخل نہیں۔ بہت سے مذہب دنیا میں پائے جاتے ہیں اور لوگ اُن میں سے ایک کو چھوڑتے ہیں اور دوسرے کو اختیار کرتے ہیں۔ اِس تبدیلی کا بازار ہمیشہ گرم رہتا ہے

ہماری سمجھ میں اس جواب سے اگر کوئی نتیجہ نکلتا ہے تو یہہ نکلتا ہے کہ دنیا کے پردہ پر کوئی سچا مذہب نہیں اور نہ کوئی ایسی ملت ہے جسے خدا نے اپنے بندوں کیلئے تجویز کیا ہو۔ ہم اس خیال کو اپنے دل سے کسی طرح خارج نہیں کر سکتے کہ اگر خدا ہے اور اگر اس نے کوئی طریقہ اور مذہب انسان کے لئے تجویز کیا ہے اور چاہتا ہے کہ انسان اُسپر چلے اور اُس کے مطابق زندگی بسر کرکے اس کا جلال ظاہر کرے تو لازم اور لابد ہے کہ اُس طریق کی وہ خود محافظت کرے اور اُسکا مددگار ہو کر اُسے ترقی پر ترقی دے۔ یہانتک کہ وہ تمام دنیا میں پھیل جائے۔ تاکہ ہر ملک اور ہر قوم اور ہر حالت کے لوگ اُس کے مسائل۔ اُسکے اخلاق اور اُس کی شریعت سے واقف ہوں۔ اور ایسی صورت میں پھیلے کہ اسکا پھیلنا انسانی قدرت وحکمت پر محمول ومنسوب نہ ہو سکے بلکہ خدا کی قدرت کا ہاتھ اُس کی ترقی میں نظر آئے۔ یہہ ہم مانتے ہیں کہ مذہب کو تبدیل کرنا۔ ایک امر اختیاری اور انسان کی مرضی پر موقوف ہے۔ لیکن ہم پوچھتے ہیں کیا کبھی انسان کے ارادہ اور مرضی کا کوئی فعل وقوع میں آتا ہے۔ جبتک مرضی کو حرکت میں لانے والا کوئی کافی اور مناسب سبب یا وجہ موجہ نہو؟ اس مذہب کے گن اس کی خوبیاں۔ اس کے پھل ایسی چیزیں ہیں جو پہلے اپنا اپیل عقل کے دربار میں دائر کرتے اور پھر عقل کے فیصلہ سے انسانی مرضی کی متاع و دولت کو اپنے قبضہ میں لاتے ہیں۔

بعض شخاص مثلاً والٹئیر۔ زیلر۔ اور سٹراس وغیرہ نے مسیحی مذہب کی ترقی کا یہہ سبب بتایا ہے کہ اُس میں یونانی فلسفہ ملا ہوا ہے۔ کہ افلاطون۔ اور فیلو کے فلسفانہ خیالات سے بعض بعض مسایل مسیحی مذہب کے برآمد ہوئے ہیں جنہوں نے مسیحی اخلاق کے ساتھ ملکر ایک نئی کیفیت پیدا کردی اور مسیح کے مذہب کو ترقی دی۔ تعجب ہے کہ یہہ فیلسفی کے طریقے جو مسیحی مذہب کو ترقی اور رونق دینے والے تھے۔ خود ترقی اور رونق پر نہ رہے اگر ان میں مادہ اس قسم کا تھا کہ اُنکے ملنے سے اَور چیزیں قایم اور برسر سبز رہیں تو ہم پوچھتے ہیں کیوں اس مادے نے فلاسفی کے ان سکولوں کو روز افزوں ترقی پر نہ رکھا حقیقت یہہ ہے کہ ان لوگوں نے اپنے ملحدانہ خیالات کو قایم رکھنے کیلئے اپنے قلم سے بڑے بڑے کام لئے اور بہت سے فضول اور بے بنیاد دعوے قایم کئے ہیں۔ تاکہ مسیحی مذہب کی حقیقت لغو ثابت کریں مگر وہ نہ اس بات کو ثابت کر سکتے ہیں کہ مسیح جو اس مذہب کا بانی ہے وہ یونانیوں کے فلسفہ سے واقف تھا اور یونانی فلسفی کی تعلیم دیتا تھا اور نہ یہہ ہی دکھا سکتے ہیں کہ مسیحی مذہب کی بڑی بڑی تعلیمات مثل تجسم۔ نو پیدایش۔ تصدیق۔ تقدیس۔ ایمان قیامت اور جلال کا ماخذ یونانی فلاسفی ہے۔ اور اگر یہہ ثابت نہیں کر سکتے تو پھر کس طرح یہہ دعوی کیا جا سکتا ہے کہ مسیحی مذہب کی ترقی کسی درجہ تک بھی۔ یونانی علم اور فلسفہ پر مبنی ہے۔ سچ تو یہہ ہے کہ مسیح کی باتوں سے زیادہ علم اور فلسفی باتوں کی طرف توجہ کرنا ہمیشہ مسیحی مذہب کی ترقی کو روکنے والا امر سمجھا گیا ہے۔ اور بجائے اس مذہب کے مددگار ہونیکے بسا اوقات اُس کا جانی دشمن نکلا ہے۔ چنانچہ جولین کے وقت میں اُسی فلسفہ نے بعض کے نزدیک جو مذہب عیسوی کو ترقی اور رونق دینے والا سمجھا گیا ہے۔ تر و تازہ ہو کر اُس کی نیچکنی اور استیصال کی صدہا کوششیں کیں اور پُرانی بُت پرستی کے سوکھے ہوئے قالب میں ایک مرتبہ پھر زندگی کا دم پھونکنا چاہا۔ کیا کوئی اور دو حالتیں ہیں جو ان دو حالتوں سے زیادہ متضاد اور متناقض متصور ہو سکتی ہیں۔ کہاں بیچاری یونان کی فلاسفی کہاں یسوع مسیح کی الہٰی فلاسفی۔

ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

پھر بعض یہہ دعوے کرتے ہیں کہ مسیحی مذہب کی ترقی قدیم زمانہ کے بادشاہوں خصوص کانسٹنٹین کی شاہانہ کارروائی اور مدد پر بہت درجہ تک موقوف ہے۔ لیکن ہم یاد دلاتے ہیں کہ کانسٹنٹین کے عہد میں مسیحی مذہب کی عمر تین سو برس کے قریب تھی اور وہ اپنی قوت بازو سے دس سے زیادہ ایذا رسانیوں کے حملوں کا مقابلہ کرتا ہوا اور مخالفوں کی تلواریں سہتا ہوا فاتح اور منصور نکلا تھا۔ ایذا رسانی کے طوفانوں نے نہ فلسفی اور علم کی لہروں نے اُس جہاز کی رفتار کو روکا تھا بلکہ یہہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ مخالف ہوا کا ہر ایک جھونکا اُس کی ترقی کے بادبانوں کیلئے باد شرطہ کا کام کرتا تھا۔ کانسٹنٹین کا خود بپتسمہ نہ پانا اور ایرین خیالات کی طرف رغبت دکھانا اس کی ترقی کے لئے سخت سدراہ تھا۔ اور جو کچھ اُس بادشاہ کی بدولت اس کے شمار میں ترقی ہوئی وہ اُس روحانی اور اخلاقی نقصان کے مقابلہ میں جو اس مذہب کو اس بادشاہ کی مدد کے سبب سے اُٹھانا پڑا کچھ بھی نہ تھی پھر ہم یہہ بھی پوچھتے ہیں کہ اگر ایک بادشاہ کی اعانت سے رومی بت پرستی کا ٹوٹ جانا اور اُس کی جگہہ میں مسیحیت کا قایم ہونا ممکن تھا تو پھر کیا سبب ہے کہ جولین کی کوشش اور معاونت سے مسیحیت منہدم اور بت پرستی سر سبز نہ ہوئی ہے۔ کیوں تھیوڈوسیس اور ویلنز کے زمانہ میں جب کہ ان شہنشاہوں کے حکم ناموں اور شاہی طوماروں نے عوام کو ایرین عقائد کے ماننے پر مجبور کیا۔ مسیحی جماعتوں نے تثلیثی عقیدہ کو چھوڑ کر ایرین عقیدہ کو قبول نہ کیا؟ نہیں بادشاہوں کی اعانت اور امداد کا یہہ مذہب کبھی محتاج نہیں ہوا۔ بلکہ بادشاہی جمعیت اور طاقت کو اُس کا حلقہ بگوش ہونا پڑا۔ چنانچہ تھیوڈوسیس کے وقت میں ایسا ہی ہوا۔ پھر بعض یہہ جواب دیتے ہیں کہ پریسٹوں کے سبب سے اس مذہب کی ترقی ہوئی یعنی اُس انتظام کی وساطت سے جسے ہائی رارکی کہتے ہیں جس میں پوپوں اور پریسٹوں کا اختیار مذہبی معاملات میں بہت درجہ تک ہوتا ہے۔ ہم یہہ کہتے ہیں کہ جس وقت کا حال ہم اوپر کے پیراگراف میں بیان کر چکے ہیں اُس زمانہ میں کوئی اس قسم کا انتظام نہ تھا تاہم اس زمانہ میں یہہ مذہب غیر قوموں کے مذاہب پر فاتح نظر آتا ہے۔ اور اب پروٹسٹنٹ مسیحیوں میں کہاں اس قسم کا انتظام پایا جاتا ہے کہ جس سے یہہ نتیجہ نکل سکے کہ پادری لوگ اپنی نفس پروری کے لئے اپنی تن آسانی کیلئے اس مذہب کو ترقی دے رہے ہیں۔ یہہ وہ زمانہ ہے جس میں عام عیسائی انتظام کلیسیا میں پورا پورا دخل رکھتے ہیں۔ مشنری شہدا کا خون جو مشنری خدمات کی انجام دہی میں وحشی اور آدم خور فرقوں اور قوموں کے درمیان بہایا گیا۔ اور بہایا جاتا ہے ابد الآباد تک اس بات

نہ ہر گز اُنہوں نے ایسے کل مقامات میں انجیل سنانے کا بیڑا شخصی فوائد کیلئے نہیں اُٹھایا تھا۔ کہاں ہے آج کانسٹنٹین یا کوئی اور بادشاہ جو اس مذہب کی اشاعت میں ایسی مدد کرتا ہو جیسی کانسٹنٹین کی نسبت گمان کی جاتی ہے؟ کہاں ہے آج وہ یونانی فلسفہ جو اس مذہب کو رونق دینے والا قرار دیا جاتا ہے؟ یہی مذہب آفتاب صداقت ہے اور تاریکی کو اپنے نور سے دور اور عام اخلاق کو منور کرتا ہے۔ وہ بحر ناپیدا کنار ہے جو اپنے زور سے مخالفتوں کو بہائے لئے جاتا ہے اور تشنہ لبوں کو اپنے کنارے پر جمع کرتا جاتا ہے۔

مراسلات

مسیح کی تسبیح

ناظرین! خدا کی پاک روح سے مدد پاکر ہم اس مضمون پر غور کرنا چاہتے ہیں جسکا مسیح کی تسبیح میں سلسلہ پیوستہ ہے۔ یہہ وہ تسبیح نہیں ہے جو رومن کیتھلک عیسائیوں کے ہاتھوں میں آپنے دیکھی ہوگی اور نہ یہہ وہ تسبیح ہے جو محمدیوں کے گلوں میں آویزاں رہتی ہے اور نہ ہندوؤں کی مالا ہے بلکہ اس سے خداوند یسوع مسیح کے وہ کل حالات مُراد کئے گئے ہیں جو وقت کے سلسلہ میں تواریخ کی صورت رکھتے ہیں شاید آپ سوال کریں کہ تو پھر اس کو مسیح کی تسبیح کیوں کہا؟ اس لئے کہ چاروں انجیلوں میں جو کچھ خداوند مسیح کی پیدائش سے شروع کرکے ساری زندگی میں موت سے جی اُٹھکر عروج تک واقعہ ہوا خواہ اُس کے فعلوں سے علاقہ رکھتا ہو یا قولوں سے سب میں قوت اعجازی کا تار خفیہ پوشیدہ رکھتی ہے یہاں تک کہ اگر کسی ماجرے میں اس دھاگے کو توڑ دیا تو تسبیح کے دانوں کی صورت کل تواریخی دفتر پریشان ہوکر گڑبڑ ہو جائیگا یہاں معجزانہ صورت گویا دھاگا ہے اور باقی کل حالات دانے ہیں جو اس دھاگے میں پروئے گئے ہیں پس اس الہامی سرگذشت عیسوی کو مسیح کی تسبیح کہنا نہایت واجب و لائق ہے

اس سرگذشت کے مصنف چار شخص ہیں یعنے متی مرقس۔ لوقا۔ یوحنا۔ ان میں سے پہلا اور پچھلا دونوں خدا کے رسول ہیں اور درمیانی دو مرقس و لوقا یقیناً ستروں میں کے ہیں اور نیز پطرس اور پولوس کے ہمسفر۔ خداوند یسوع مسیح مسیحیت کا بانی بلکہ اس عمارت کا بنیادی پتھر ہے۔ وہ اور بانیان مذاہب کی مانند مذہب اور بانی مذہب دو جُدا شئے نہیں بلکہ ایک ہی ہے جیسا کہ مشہور بات ہے کہ مذہب کے معنے ہیں راہ یعنے وہ راہ جو بہشت کو لیجاتی ہے انکو جو اُس پر ٹھیک ٹھیک قدم رکھتے ہیں۔ خداوند مسیح نے صاف لفظوں میں فرمایا راہ حق اور زندگی میں ہوں۔ پس ہمارا دعویٰ کہ مسیح اور مسیحیت ایک ہی بات ہے اس دلیل سے ثابت ہوگیا۔ اور یہی خاصہ سبب ہوا کہ خداوند نے کوئی ہدایت نامہ تحریری اپنے دست و قلم سے تیار نہیں کیا جیسا کہ محمد صاحب نے قرآن اور رشی منیوں نے وید و پوران کیونکہ یہہ آخرالذکر اپنے بنا کے ہوئے مذہبوں سے صدہا کوس دور رہے ہیں مگر اکیلا یسوع ناصری اپنا مذہب آپ ہے تو پھر کوئی پوچھے کہ یہہ مسیح کی تسبیح کیوں پروئی گئی؟ ہم جواب میں عرض کرینگے کہ ضرورت وقت نے ایسا کیا کیونکہ جب مسیح یسوع کے ماننے والے لاتعداد بڑھ گئے اور متفرق مقاموں میں کلیسیائیں قائم ہوگئیں اور اُن میں متفرق اشخاص تعلیم دینے لگے تو خداوند کی فرمائی ہوئی باتوں اور رسولی روایتوں میں گڑبڑ پڑنے کا اندیشہ پیدا ہوا اس لئے رسولوں نے حفظ ماتقدم کے لحاظ سے چاہا کہ یہہ دانہ ہائے مروارید ایک رشتہ تحریر میں منسلک کردئے جائیں اور ایسا نہ کرنے میں بڑی قباحت یہہ وارد ہوتی کہ ہمارے نبی کی زندگی آپس کے اختلافات سے کایاپلٹ ہو جاتی اور اور مذہبوں کی مانند چند ہی روز میں اصلی صورت سے بدلکر ہر زمانہ میں نیا رنگ لاتی اور یوں وہ اصلی اور حقیقی راہ جو سیدھی بہشت کو پہنچاتی ہے اختلافات کے جنگل میں گم ہو جاتی اور ہم جو اس صدی میں ہیں ٹھیک جاتے۔

اگرچہ رشیوں اور منیوں اور محمد صاحب نے بڑی قدرت کے ساتھ اپنی ہدایتوں اور روایتوں کو خود ہی اپنی عین حیات قلم بند کردیا تو بھی چونکہ انکو اس سے یکسانیت کا علاقہ نہ تھا اُنکے پیروؤں نے ہر زمانہ میں جیسا وقت کا رُخ دیکھا اُس میں رنگ آمیزی کی مگر مسیحی سرگذشت نے یہہ روز بد کبھی نہ دیکھا اور نہ دیکھیگی اس لئے کہ خداوند مسیح آجکل اور ابد تک ایکسا ہے اور ہم ثابت کرچکے ہیں کہ مسیح اور اُس کی مسیحیت ایک ہی بات ہے تو یہہ صفت اُس کی مسیحیت پر بھی صادق آنی ضروریات سے ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ زمانے نے گرگٹ کی طرح ہزار ہا رنگ بدلا کھایا ہوگا علوم کی ترقی نے انسانی عقلوں کو کچھ کا کچھ کردیا جس طرح دنیا کی عمر بڑھتی جاتی ہے اُسی طرح اُس کے سارے اعضا اور اُن کی قوتیں بھی نشوونما پاتی جاتی ہیں۔ اور اسی تغیر و تبدل نے تمام مذہبوں کو بھی بدل ڈالا وہ ابتدا میں کچھ اور تھے اور حال میں کچھ اور ہیں بقول سرسید بہادر جو کسی اپنی کتاب میں اُنہوں نے تحریر فرمایا کہ اصلی مذہب اسلام روایتوں اور حکایتوں میں یہانتک گھل مل گیا ہے کہ اب کیسی ہی محنت اور جانفشانی کیوں نہ کیجائے ٹھیٹھ اسلام کا ہاتھ آنا محال ہے کیا یہی حال ہندو مذہب کا نہیں ہے۔ آج ہندوستان یا فرنگستان میں کون ہے جو برہمنی مذہب کے جھاڑ جھنکار کو توڑ کے حقیقی اور اصلی بات کو دریافت کرے اگرچہ کروڑ ہا دیانند سرستی آریہ ورت کی خاک سے پیدا ہوں بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ جن باتوں کو زمانہ سڑیل اور گندہ بتاتا ہے اور اُن کی دینیہ میں مرقوم ہیں اُن پر تاویلات رکیکہ کا پردہ ڈالکر نیا دھوکا دیا جائے۔

خداوند یسوع مسیح کی سرگذشت اپنے اصلی مرکز پر قایم ہے خواہ سورج زمین کا مرکز ہو یا زمین نظام شمسی کا مرکز ٹھہرے مسیح نے فرمایا کہ زمین و آسمان ٹل جائینگے



بہتیری باتیں ہرگز نہ ملینگی اس کا سبب یہی ہے کہ اس نسخ میں اعجازی رشتہ موجود ہے اور یہہ وہ طاقت ہے جو الٰہی ہے اسے کوئی توڑ نہیں سکتا تو پھر یہی سرگذشت کیونکر ردوبدل ہو سکتی ہے؟

آپ چاروں انجیلوں میں سے کسی انجیل کو پڑھئے اور اُس کے ساتھ ہی خطوط کو مطالعہ میں لائیے دونوں کے طرز تحریر میں آپ کو ایک فرق ملیگا یعنے آپ فوراً دریافت کرینگے کہ انجیل نویس ہر ایک واقعہ کو بغیر اس ارادہ کے کہ اسکے ثبوت کے لئے دلائل کا ذخیرہ مہیا کریں آب رواں کی مانند لکھتے چلے جاتے ہیں وہ کچھ پرواہ نہیں کرتے کہ پڑھنے والا اس واقعہ کو اپنی عقل میں نہ آنیکے سبب سے جھٹلائیگا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دیانت دار مورخ کی مانند اپنے چشم دیدہ معاملات کو رشتہ تحریر میں موتیوں کی صورت پروتے چلے جاتے مگر خطوط کے راقم ایسا نہیں کرتے بلکہ ہر ایک دعوی پر دلیلیں ساتھ ساتھ لکھتے ہیں وہ اُن ساری تعلیمات کو جو اُن کی قلم سے نکلتی ہیں زوردار دلائل سے مضبوط کرتے جاتے ہیں اور یہہ فرق اتفاقی نہیں ہے بلکہ جان بوجھکر ایسا کیا گیا ہے ✦

اُن چاروں انجیلوں میں ایک اور فرق ہے چنانچہ جو جھلکتا اور اُس کے لکھے جانیکی غرض میں آشکارا ہے چنانچہ - متی اپنی انجیل یہودیوں کے واسطے اور لوقا غیر اقوام کیلئے اور مرقس اُن کے واسطے جن کے درمیان اُس کے ہمراہی - پطرس رسول نے وعظ کے طور پر یہی سرگذشت کو پیش کیا اور یوحنا منکران الوہیت مسیح کی خاطر اپنے اپنے صحیفوں کی تحریر کرتے ہیں - سوائے اس کے اور تفاوت بھی ہیں جنکا بیان اس مضمون سے زیادہ تعلق نہیں رکھتا لہذا قلم انداز کرکے اصلی مطلب کی طرف عنان قلم کو منعطف کرنا مناسب معلوم ہوا ✦

واضح رہے کہ انجیل نویس خداوند مسیح کی سرگذشت کے دانوں کو اپنے ایجادی دھاگے میں نہیں پروتے ہیں بلکہ اسی میں جو عہد عتیق کے مصنفوں نے تیار کیا چنانچہ متی رسول اپنی انجیل میں یہودیوں کی خاطر لکھے جانیکی رعایت سے اول نسبنامہ دکھاتا ہے اور اُس سے وہ بتایا چاہتا ہے کہ یہہ مسیح وہی ہے جو ابن ابراہام اور ابن داؤد ہے بعد اُس کے وہ کہتا ہے کہ اب یسوع کی پیدائش یوں ہوئی کہ جب اُس کی ماں مریم وغیرہ الخ - مگر مجملاً اور اُس کے مولود مقدس کے دادا کو اُسی رشتہ میں پرو دیتا ہے جو ۷۵۰ برس پیشتر سے یسعیاہ پیغمبر نے بٹ رکھا تھا کہ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور وہ بیٹا جنیگی - یہ ظاہر ہے کہ ایسی انوکھی ولادت دنیا میں نہیں ہو سکتی مگر معجزہ کے طور پر فرض کیجئے کہ اگر ہم یا اور کوئی اس اعجازی رشتہ کو توڑ دے تو پھر مسیح کی پیدائش ہی کالعدم ہوئی جاتی ہے اور یہہ انہونی بات ہے کہ دنیا میں یسوع مسیح نہ تھا ہاں شاید ہندوستان میں اکبر نہ تھا یا مقدونیہ میں سکندر اعظم نہ تھا یا شہنشاہ نپولین بوناپارٹ فرانس میں نہ تھا - مگر یسوع مسیح ضرور تھا کیونکہ نہ صرف ایک ہی مورخ بیان کرتا ہے بلکہ چار چار متواتر گواہی دیتے ہیں اور جو بات کہ تواتر کو پہنچ جائے اُسکا انکار بعینہ ایسا ہی جیسے کہ دوپہر کو سورج نہ ہو یا سمندر خشکی کا نام ہے الغرض اس رشتہ اعجازی کو کسی منکر کا ہاتھ توڑ نہیں سکتا ✦

لوقا اپنی انجیل میں اس حال کو مفصلاً تحریر کرتا ہے اور متی سے بڑھکر نسبنامہ کو آدم تک ملا کر دکھاتا ہے کہ وہی مسیح موعود جو یہودیوں کے واسطے نجات دہندہ ہے غیر قوموں کیلئے بھی نور ہے اور لکھتا ہے کہ وہاں یعنی اُس ملک میں گڈریئے تھے جو میدان میں رہتے اور رات کو باری باری اپنے جھنڈ کی چوکی کرتے تھے اور دیکھو کہ خداوند کا ایک فرشتہ اُنپر ظاہر ہوا اور خداوند کا نور اُن کے چوگرد چمکا وغیرہ الخ - یہہ نورانی دانہ بھی شعاع آفتاب کیسی ڈورے میں پرو دیا گیا ہے جس کے حق میں یسعیاہ نبی یوں فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو تاریکی میں چلتے تھے بڑی روشنی دیکھتے اور اُن پر جو موت کے سایہ کے ملک میں رہتے تھے نور چمکیگا - بالفرض اس معجزانہ واقعہ کو لوقا کی انجیل سے نکالیں تو پھر گڈریوں کا میدان میں آنا اور اُن کے حال کا مذکور محض اندھیر ہے کہ نہیں جب تک کہ نور کا چمکنا تحریر نہ ہو لوقا سا طبیب ایسی نادانی کا مرتکب نہیں ہو سکتا پھر بچوں کا قتل جو بیت اللحم اور اُس کی ساری سرحدوں میں ہیرودیس بادشاہ کے حکم سے واقعہ ہوا اُسی کے ضمن میں یہہ مورخ ایک معجزانہ بات لکھتا ہے کہ دیکھو خداوند کے ایک فرشتہ نے یوسف کو خواب میں دکھائی دیکے کہا کہ اُٹھ اُس لڑکے اور اُسکی ماں کو ساتھ لیکر مصر کے ملک کو بھاگ جا اور وہاں رہ جب تک کہ میں تجھے خبر نہ دوں کیونکہ ہیرودیس اس لڑکے کو ڈھونڈیگا کہ مار ڈالے

بالفرض اگر یہہ معجزانہ حکایت اس مضمون سے نکال ڈالی جائے تو ہم کو باور نہیں آتا کہ یوسف نجار اس ظالم بادشاہ کی بدنیتی سے واقف ہوکر مریم کے لڑکے کو قتل سے بچا لیتا کیا وہ خدا تھا نعوذ باللہ - پھر یہہ دانہ کسی اور دھاگے میں نہیں بلکہ اُسی میں پرو دیا گیا جسکا سرا ہوسیع پیغمبر کے ۱۱:۱ میں ہے جب اسرائیل لڑکا تھا میں نے اُس کو عزیز رکھا اور اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا ✦

ناظرین اوپر کے چند نمونے دکھلا رہے ہیں - یا مشتے نمونہ از خروارے - ورنہ ہم اس مضمون کو بحر طویل کی مانند بہت تنگ لمبا کر سکتے ہیں کہ آپ پڑھتے پڑھتے تھک جائیں - اور جناب ایڈیٹر اخبار ہذا بھی گھبرا اُٹھیں - لہذا اس مثل پر عمل کرکے ختم کر دیا کہ

عقلمند کو اشارہ کافی ہے

جو صاحب اعلیٰ دماغ رکھتے ہیں اور جنکی طبیعتیں رسا ہیں ہمارے خداوند کی زندگی کے کُل حالات کا موازنہ اس طرز پر کرکے دیکھ سکتے ہیں اور اُن کو معلوم ہو سکتا ہے کہ ابتدا سے انتہا تک قدرت اعجازی جلوہ گر ہے اور مبارک منجی کا کُل کام اور کلام اس رشتہ میں پرویا ہوا ہے ✦

آخر میں ایک اور مروارید حیات پیش کرنیکے لائق ہے جسے نہ صرف ایک یا دو ہی مورخان جوہر شناس نے رشتہ اعجاز قمی میں پرو دیا ہے بلکہ چاروں جوہریان الہام نے اس مالائے حیات ابدی کو زیب گلوئے جہانیان کیا ہے یعنے خداوند یسوع مسیح کی موت کا بیان نہایت سادگی اور صفائی اور طوالت کے ساتھ چاروں انجیلوں میں مندرج ہے

اور جس طرح کہ اُس کی پیدایش معجزانہ اور عجیب ہی اُسی طرح اُس کی موت بھی اعجازانہ اور نادر اور عزیب واقع ہوئی ہی آدم سے لیکر اب تک حتی کہ قیامت تک بڑے بڑے نامور بادشاہ اور ہر ملک کے سر برآمدہ اشخاص خواہ جنہوں نے مذہب بنایا یا کسی بنے ہوئے مذہب کی تائید اور تقلید میں زندگی بسر کی سب کے سب معمولی طور پر پیدا ہوکر معمولی طور سے مرگئے اور مرینگے - یہاں تک کہ عرب کا پیغمبر اور ہندوستان کا رام چند جو نہایت مشہور و معروف ہوئے اور جن کی ابتدائی حالات اور زندگی کے کارنامہ اُن کے مورخوں نے بہت ہی نمک مرچ لگاجلدوں کی جلدوں میں ہمارے ملاحظہ کے واسطے لکھ مارے گر آخری موت کی بابت صرف ایک ہی فقرہ میں اپنے طویل مضمون کو ختم کر گئے - مگر ان کے برخلاف جلیل کے مچھوے محصول لینے والے طبابت کرنے والے مسیح کے کم علم اور بے مایہ شاگردوں نے مسیح کی زندگی لکھنے میں اُس کی موت کا ایسا مفصل بیان کیا ہی کہ بادی النظر میں انجیل کے پڑھنیوالے شاید اُسے فضول سمجھیں - خاصکر بد مزاج ناظر ضرور گھبرا کر پھینکدیگا فی الحقیقت اصلی حقیقت جو انجیلوں میں مندرج ہی تسبیح کی رعایت سے مسیح کی موت کا واقعہ ایسا ہی جیسے مسلمانوں کی تسبیح میں امام یا ہندوں کی سمرنی میں سمیر جسے عابد خواہ دانوں کے شمار میں نہ سمجھے مگر بغیر اُس کے تسبیح یا سمرنی محض ناکارہ ہی - لہذا ضرور تھا کہ جس کی پیدایش عجیب طور سے ہو یہاں تک کہ بعض وہمی انکار تک کر بیٹھیں اُسی طرح لازمی اور واجب تھا کہ اُس کی موت بھی ساری مخلوقات کی موت سے الگ اور نرالی اور عزیب واقع ہو اگرچہ عربی پیغمبر سا عقلمند انکار ہی کیوں نکرے لیکن چونکہ ثابت کر چکے ہیں کہ یہہ رشتہ وہی ہی جو پورانے عہدنامہ کے مصنفوں نے طیار کیا تھا اور اُسی رشتہ میں راقمان انجیل نے اس دانہ کو بھی پرویا ہی تو ضرورتاً اس کا توڑنا بھی یسوع ناصری کے سارے حالات زندگی کو بکھیر دینا ہی مگر ہم ایسا نہیں کر سکتے پس اُس پر ایمان لاکے ہمیشگی زندگی گویا ہمارا روزانہ وظیفہ ہی جو خدا انکو جو اُس پر ایمان لاتے ہیں روزانہ خوراک کی مانند عطا کرتا ہی ✤ راقم کیدار ناتھ از قائم گنج ضلع فرخ آباد

اِسْتِفسَار

کشف الحقائق نمبر ۲ - میں مولوی رجب علی صاحب نے - ہمارے دوست سردار شیر سنگہ صاحب باجواہ کی مختصر سوانح عمری پبلک کی آگاہی کے لیے تحریر فرمائی ہی - ہم مولوی صاحب موصوف کے شکر گذار ہیں - کہ اُنہوں نے چند سطور سردار صاحب کی بابت تحریر فرما کر اُن کے بعض احباب مخلص کو ترغیب دی ہی - کہ وہ مفصل طور پر اُن کی ایک سوانح عمری رقم فرمادیں اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ ضرور عوام کو اِس سے فائدہ ہوگا - کہ اُن کی ایک سوانح عمری لکھی جاوے ✤

مولوی صاحب کی تحریر میں ہمیں چند امور ایسے معلوم ہوتے ہیں جن سے پبلک کو دھوکا لگنے کا اندیشہ ہی - اور وہ مسیحی اصول کے خلاف ہیں - لہذا ہم مشکور ہونگے اگر مولوی صاحب اُنکی تصحیح فرمادیں یا ظاہر کریں کہ اُنہوں نے درست لکھا ہی - چنانچہ آپ لکھتے ہیں - اَوّل - کہ یہ سردار صاحب نے مسیحی زندگی کو ..... مسیحی مُلّانے لوگوں کی مانند تنگ چشمی اور پست خیالی سے جو پست فطرت لوگوں کا شیوہ ہی نہیں نبھایا" - اب ہم پوچھتے ہیں کہ مسیحی مُلّانے سے کون لوگ مراد ہیں - کیا مسیحی معلم یا مسیحی مذہب کے واعظ اگر یہی لوگ مراد ہیں - تو کیا یہہ سب لوگ تنگ چشم پست خیال اور پست فطرت ہیں جس شخص نے آپ کو تعلیم دی اور بپتسمہ دیا وہ بھی ایسا ہی شخص تھا - اور کیا آپ خود بھی مسیحی معلم ہیں یا نہیں - جناب مولوی صاحب اگر مسیحی مذہب کے معلموں کا آپ یہہ حال سمجھتے ہیں تو اُن کی جماعتوں کا کیا حال ہوگا - اور کیا آپ اس طرح سے مسیحی مذہب کی قدرت کا کہ وہ ناراستوں کو راست بنانے والا ہی - انکار کرتے ہیں - یا نہیں - حضرت! آپنے یہہ کیا لکھدیا البتہ اگر آپ لکھتے کہ بعض مسیحی مُلّانے لوگوں کی مانند ..... الخ تو ہمیں بھی آپ کے ساتھ اتفاق کرتا - مگر آپ تو سب کو ایک ہی رسی سے باندھنے لگے - اور سب کو ایک ہی چھری سے کوسنے لگ گئے ہیں - ذرا آنکھیں کھولکر یورپین اور دیسی معلموں کو دیکھو کہ وہ اپنے خداوند کے واسطے کیسے جان نثار ہیں -

دوئم دسردار صاحب تک ریاکاری کمینہ پن کا سایہ بھی ان تک نہ پہنچا تھا - **بلاوجود** - اِن باتوں کے پکے مسیحی تھے" بھئی مولوی صاحب ذرا فرمائیے تو - کہ یہاں باوجود کا کونسا محل ہی - یعنے آپ گویا یہہ ظاہر کرتے ہیں - کہ ریاکاری اور کمینہ پن کے بغیر مسیحی ہونا دشوار ہی اور باوجود کہ ان میں یہہ باتیں نہیں تھیں تو بھی پکے مسیحی تھے - ہم نہیں سمجھتے آپنے یہہ کیا لکھ مارا

سوئم آپ لکھتے ہیں - کہ" سردار صاحب نے ..... الخ حقیر کالے پادری سے بپتسمہ پایا اور پیرا موتی اور کندن نکلے" مولوی صاحب! آپ یہہ کیا فرماتے ہیں - کیا بپتسمہ کی تاثیر کسی کالے یا گورے کے ہاتھ میں ہی - آپ گویا اس پر تعجب کرتے ہیں - کہ ایک کالے پادری کے ہاتھ سے بپتسمہ یافتہ ہیرا موتی اور کندن ہو سکتا ہی ✤

چہارم - آپنے ایک بالکل بے جا نکتہ چینی بابو سنگی صاحب کی تقریر پر کی ہی - کہ اُنہوں نے سردار صاحب کی موت کو بے وقت کہا - آپ فرماتے ہیں - کہ ایسا کہنا کفر ہی - اور کیوں کسی ممبر نے اس فقرے پر نکتہ چینی کر کے واپس کروایا -

ہم مولوی صاحب کے ساتھ یہاں تک تو اتفاق کرتے ہیں - کہ خدا کی صفت سبیت کو بے وقت کہنا کفر ہی - مگر مولوی صاحب کو معلوم ہو - کہ لوگ اپنی بول چال میں کئی دفعہ الفاظ کو اُن کے لغوی معنے کے لحاظ سے استعمال نہیں کرتے بلکہ اصطلاحی معنے لیتے ہیں چنانچہ - زبور نویس فرماتا ہی - کہ مجھے میری آدھی عمر میں نہ اُٹھالے $\frac{102}{24}$ اس کا مطلب صاف ہی کہ پیش از وقت نہ اُٹھانے اسی طرح سے یرمیاہ $\frac{15}{9}$ میں لکھا ہی - کہ اُس نے جان دیدی ہی دن ہی سے اس کا سورج غروب ہوگیا - یہاں بھی بے وقت موت کا بیان ہی - غرض جب لوگ موت کو بے وقت کہتے ہیں - تو اپنے خیالات کے موافق کہتے ہیں - اسی طرح سے بہتیری باتیں بے وقت کہی جاتی ہیں - حالانکہ علم الہی کے موافق کوئی بات کوئی فعل بے وقت نہیں ہوتا - مثلاً آجکل لوگ کہتے ہیں - کہ بارش وقت پر نہیں ہوئی



کہ حضرت خداوند اپنا ہر ایک کام وقت پر کرتا ہے۔ الغرض بابو صاحب نے لوگوں کی عام بول چال کے موافق "بے وقت موت" فرمایا۔ اور اگر آپ ہر ایک لفظ کو اُس کے اصلی معنے پر استعمال فرمایا چاہتے ہیں۔ تو پہلے فرمائے۔ کہ آپنے جو سردار صاحب کی نسبت لکھا ہے۔ کہ وہ ہر دل عزیز تھے ✦

کیا یہہ درست ہے۔ کوئی آدمی دُنیا میں ایسا ہے۔ کہ جس سے کوئی رنجیدہ نہ ہو۔ ہر ایک شخص کے دشمن اور دوست ہوا کرتے اُن کے بھی تھے۔ بالفرض ان کا کوئی دشمن نہ تھا۔ اور وہ ہر دلعزیز تھے۔ تو کیا ساری عمر میں اُن کے صرف تین ہی اصحاب مخلص تھے آپنے کیوں کسی ہندو مسلمان کا نام نہ لیا۔ کہ وہ اُن کی تاریخ لکھیں کیا وہ ہندو مسلمانوں کے درمیان نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ممکن نہیں۔ کہ ایک سچا مسیحی ہو۔ اور ہر دلعزیز بھی ہو۔ چنانچہ خداوند نے خود فرمایا ہے۔ کہ "افسوس تم پر جب سب لوگ تم کو بھلا کہیں" پھر یہہ فرمایا۔ کہ اگر تم دنیا کے ہوتے تو دنیا تم کو پیار کرتی کیا رسولوں کے لوگ دشمن نہ تھے۔ کیا وہ ہر دل عزیز تھے۔ کیا خود خداوند مسیح کے لوگ دشمن نہ تھے۔ اور کیا وہ ہر دل عزیز تھا۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ الفاظ کے لغوی معنے لئے جاویں۔ تو آپ کا یہہ لکھنا۔ کیسے درست ہوسکتا ہے۔ کہ وہ ہر دل عزیز تھے۔ یہہ صفت نہ رسولوں میں اور نہ خداوند میں تھی۔ اگر ہم آپ کی اس تحریر کے لغوی معنے لیویں تو آپنے سردار صاحب کی سخت ہجو کی ہے۔ جناب بھاگسو میں مسیحی ہونے کے باعث سردار صاحب نے لوگوں کی طرف سے سخت تکلیف اُٹھائی۔ اور برابر زندگی بھر دُنیا کے ہاتھوں سے تکلیف اُٹھاتے رہے۔ وہ ان کی نظر میں ایک کانٹا تھے الغرض آپ کی نکتہ چینی۔ کہ بابو صاحب نے جو بے وقت موت کے الفاظ مجازی طور پر استعمال نہیں کئے غلط ہے ✦

مولوی صاحب آپ اس مختصر سوانح عمری میں میراں بائی کا قصہ کیوں لائے اگر سوانح عمری میں مختلف لوگوں کے حالات درج تو ہوسکتے ہیں۔ مگر صرف اُن کے جنکا کچھ تعلق اس شخص سے ہو یا کسی قسم کی نسبت ان میں پائی جاوے۔ مگر میراں بائی کب ہوئی اور اُسکا کیا تعلق سردار صاحب سے تھا۔ آپ کی تحریر سے کچھ معلوم نہیں ہوتا۔ اگر تحریر کو طول کرنا تھا تب تو اور بات ہے۔ اچھا ہوتا اگر آپ ارسطو سقراط اور اُس کی جورو ساکھی منی گوتم وغیرہ کے احوال بھی درج کر دیتے بنی اِنسان میں سے تو وہ بھی نہیں ہے۔ اور مشہور بھی ہیں۔ ہم اُمید کرتے ہیں۔ کہ سردار صاحب کے دوست جب ان کی سوانح عمری تحریر فرماوینگے تو خواہ مخواہ مضمون کو طول دینے کے لئے کسی میراں بائی کا قصہ نہیں درگھسیٹینگے۔ آپ فرماتے ہیں کہ یہہ واقعہ ٹھیک ہے نہ افسانہ۔ حضرت! آپ کو اس کے ٹھیک ہونے کا علم کہاں سے آیا۔ کیا اُس کے لئے کوئی معتبر گواہیاں موجود ہیں۔ یا کہ صرف اِس لئے۔ کہ ایک پرانی کتاب میں لکھا ہے۔ اور بس آخر میں ہم مولوی صاحب سے التماس کرتے ہیں۔ کہ آیندہ مہربانی فرماکر سوچ سمجھ کر تحریر فرمایا کریں ✦ (وکش)

اِنسان کے افعال و اعمال

ممکن نہیں کہ کوئی انسان اپنے افعال سے سب آدمیوں کو خوش کرسکے۔ اور نہ آجتک کسی اِنسان نے ایسا کام کیا ہے جس سے سب دُنیا کے لوگ خوش ہوئے ہوں۔ اس لئے آدمی کو لازم ہے کہ نیک کام کی پیروی میں استقلال اور بڑی احتیاط کے ساتھ پیروی کیا جائے کیونکہ نیک کاموں پر خوش ہونے والے بہت کم نکلیں گے مگر نکتہ چیں اور لفظی بحث کرنے والے اور اپنے خیال کی رسّی سے ساری دُنیا کو باندھنے والے بہت ملیں گے۔ اُسے اِس بات کا کچھ خیال نہ کرنا چاہیے کہ لوگ کیا کہتے ہیں۔ کسی کو ایک چیز پسند ہے دوسرے کو ناگوار کوئی ایک قسم کا کھانا پسند کرتا ہے دوسرا ناک بھوں چڑھاتا ہے۔ اسی طرح اچھے بُرے کا فیصلہ میری اور دوسرے کی اسپر موقوف نہیں بلکہ اسے اور ہی طور پر دریافت کرنا چاہیے۔ ہمے انسان کو نفس خیر و نیکی کو دیکھنا چاہیے نہ اپنی خوشی اور غیروں کی خوشی کو۔ بیمار کو خوش ذائقہ کھانا ناگوار معلوم ہو تو یہہ اُس کی اشتہا کی بُرائی ہے۔ اسی طرح بگڑے آدمیوں کو اچھے کام بُرے معلوم ہوں تو یہہ اُس کی عقل کی بُرائی ہے۔ پس انسان کو چاہیے کہ وہ آزادانہ اپنے نیک کام کئے جائے۔ اور یہہ سمجھے کہ جو کام میں کرتا ہوں وہ مجھسے سروکار رکھتا ہے نہ اوروں کے خیال سے۔ یہہ قاعدہ دونوں یعنے علمی اور عملی زندگی سے یکساں متعلق ہے۔ اور اسی سے بزرگی اور کمینگی کے درمیان تمیز ہوتی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے اس لئے کہ لوگوں کا یہہ خیال ہے کہ جس طرح ہم تمہارے فرایض کو جانتے ہیں ایسا تم نہیں جانتے۔ یہہ بات تو بہت ہی آسان ہے کہ آدمی دُنیا کی رائے کے موافق زندگی بسر کرے اور تنہائی میں اپنی رائے کے موافق کام کرے مگر بزرگ اور دانشمند وہ آدمی ہے کہ جو کام خلوت میں آزادی سے کرتا ہے وہی کام جلوت میں کرے۔ اوروں کے خیال کی پابندی نہ کرے۔ اگر ہماری آرزو یہہ ہے کہ ہم اپنے فعلوں سے نیکی کی تعلیم دیں تو پہلے ہم کو اپنے افعال کے اصول نہایت مستحکم و مستقل کرنا چاہیے۔ دنیا ایک بھول بھلیاں ہے اس میں ہر ایک آدمی علیحدہ علیحدہ اپنی راہ پر جاتا ہے اگر کوئی دوسرا اُس کی راہ پر نہ چلے تو وہ اُس کو بُرا جانتا ہے۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ نہ وہ خود اِیچ پیچ کی راہوں سے نکلنا چاہتے ہیں اور نہ اوروں کو نکلنے دیتے ہیں بلکہ وہ چلنے والے بھائیوں کی ناکامیابیوں پر ہنستے اور اُن کے طرح طرح کے نام رکھتے ہیں۔ گو کوئی لاکھ بُرائی سے مبرّا ہو گو بے پرو بال اُڑاتے ہیں اُڑانے والے۔ کے مصداق ہیں۔ آفتاب کی گرمی اُس کے پاس جانے سے زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ یوں ہی کوئی اُس گرمی سے خالی نہیں ہے جو اپنے قریب کے لوگوں کے ساتھ نیکی نہیں کرسکتا وہ غیروں کے ساتھ جود و دہش کیا کریگا۔ انسان کے افعال کے نتیجوں کا سلسلہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ اُس کے انجام کو دیکھ نہیں سکتا۔ صاحب انصاف کے نزدیک ادنی ادنی کام بھی آدمی کی ساکھ پر بڑا اثر رکھتے ہیں۔ مثلاً کسی لوہار کو کسی مہاجن کا قرض آتا ہو اور وہ اُسے صبح سے شام تک ہتوڑا پیٹتے دیکھے تو جلد تقاضا نہ کریگا لیکن جب دیکھے کہ وہ سیر و تماشا گاہوں میں پھرتا ہے تو دوسرے ہی روز اپنے آدمی کو اُس کی گردن پر سوار کریگا۔ اگر کوئی ہاتھ پر ہاتھ رکھے اور تیل خاموشی لگائے بیٹھا رہے اور سمجھے کہ میں ہر علم و ہنر میں یکتا ہو جاؤنگا یہہ غیر ممکن ہے۔ ہر فن کے سیکھنے کیلئے خاص جگہ مقرر ہے مثلاً سپاہیوں کیلئے مدرسہ

ملاحوں کے سمندر طالب علموں کے لئے ہندو ازم کی واقفیت حاصل کرنے کے لئے ان کا دھرم شالہ اور عیسوی مذہب کی تعلیم پانے کے لئے ڈیوینٹی کالج اور آسمانی حکمت حاصل کرنے کے لئے پاک دل ہو +

راقم

ایک مبشر انجیل از بمبئی

واقعات اور سانحات

پادری دہن جی بھائی نوروجی صاحب

اور آپ کی

پچاس سالہ الٰہی خدمت

پر جوبلی کا جلسہ

کشیش المعظم مندرجہ عنوان کی پچاس سالہ الٰہی خدمت کا جلسہ جس کو جوبلی کہنا پڑ ضرور ہے ششم ماہ رواں کو ولسن کالج میں منعقد ہوا - اعلیٰ درجہ کا شاندار اور باشوکت مجمع تھا جس میں معزز یورپین لیڈیاں اور محتشم یورپین صاحبان اور پارسی محترم لیڈیاں اور باوقعت پارسی باعزت مسیحی لیڈیاں اور صاحب عزت دیسی عیسائی وغیرہ وغیرہ زیب دہ جلسہ تھے - ہمارے کشیش المحترم ممدوح فری چرچ آف اسکاٹ لینڈ کے رکن رکین میں اور جنہوں نے پچاس برس تک جو آدھی صدی ہوتی ہے خدا باپ خدا بیٹے خدا روح القدس کا جلال باکمال ظاہر کیا - اور بندگان خدا کو ہمیشہ کی زندگی یعنے انت جیون کی طرف مائل کیا -

اس جلسہ کا خاص مطلب یہہ تھا کہ کشیش موصوف کو ایڈریس دیا جائے - چناں چہ پہلے جناب باری تقدس وتعالیٰ کے حضور دعا کی گئی اور پھر اُس کی حمد اور ستائش میں دل رُبا گیت گایا گیا - دعا اور گیت کے بعد ولسن کالج فری چرچ آف اسکاٹ لینڈ کے متعلق کے نامور اور فاضل پرنسپل **ڈاکٹر مکیگن صاحب** نے بڑی دقیق تقریر پوری فصاحت اور کامل بلاغت سے کی جس کو ایڈریس کا انٹروڈکشن کہنا حق بجانب ہے جو گویا ایڈریس کی روح اور نفس ناطقہ تھا - تقریر مذکور کے دقیق ہونے اور اُس کی فصاحت اور بلاغت سے اگر قطع نظر کی جائے تو اُس تقریر کے اثر پذیر ہونے کی وجہہ سے بے تامل کہنا پڑتا ہے کہ اُس میں روح القدس کی تاثیر تھی - اُس تقریر کا مقصد عالی مسیحی خدمات کی مشکلات کا بیان تھا - اور چوں کہ مسیحی خدمات کا تعلق انسان کی ابناشی اور غیر فانی روح کے ساتھ ہے - اس لئے دُنیوی خدمات کی نسبت اُن کا اعلیٰ اور معلیٰ ہونا استقرائی طور پر مسلم الثبوت کے اوج عروج اور معراج پر پہنچایا گیا +

تقریر مذکور کو ختم کر کے ڈاکٹر صاحب ممدوح الوصف نے اپنی زبان مبارک سے اُس ایڈریس کو پڑھ کر حاضرین کو سنایا جس کا لب لباب یہہ تھا کہ واجب الادب خادم دین مسیحی یعنے اس جلسہ کے ہیرو دہن جی بھائی نوروجی صاحب نے مسیحی خدمات کی مشکلات کو **آدھی صدی** تک نبھایا - اور اپنی روز و شب کی محنتوں اور نیز جاں نثاریوں سے ثابت کر دیا - کہ مسیحی خدمات کے مقابلہ کو دنیوی خدمات عام سے کہ بڑی سے بڑی سلطنت اور بادشاہت کی وزارت اعظم کی خدمت ہی کیوں نہ ہو ہرگز ہرگز نہیں پہنچ سکتی الخ - اِس اخبار میں گنجائش نہیں ورنہ ہم اُس ایڈریس کو بجنسہٖ نقل کرتے - ایڈریس کے ختم ہونے پر اُس کو کشیش ممدوح کی نذر کیا گیا +

اس قدر کارروائی کے بعد واجب الاحترام پادری بابا پدمن جی صاحب نے تقریر کی - ڈاکٹر آف ڈوینٹی اور ولسن کالج کے پرنسپل پادری اور ڈاکٹر مکیگن صاحب کی دقیق اور پُرمعنی تقریر کے بعد کسی متکلم کی تقریر کی سرسبزی معلوم - مگر بابا پدمن جی بھی کہ جن لوگوں میں سے ایک ایسے شخص ہیں جو بمبئی پریسیڈنسی بھر میں خدا پرستی کی وجہہ سے بھی اور عمدہ عمدہ اور نادر نادر مراٹھی زبان میں کثیر التصانیف ہونے کے باعث سے بھی ایک نرالا **نمونہ** ہیں - بہرحال بابا جی نے مراٹھی زبان میں تقریر کی گو کہ حاضرین میں سے کچھ لوگ مراٹھی زبان کے سمجھنے والے بھی تھے - اور یہہ کہ بابا جی کی تقریر کے ختم ہونے پر ڈاکٹر جے ڈیوڈ صاحب ڈاکٹر آف مدیسن نے تقریر کی جو دیسی مسیحیوں میں ایک ممتاز جنٹلمین ہیں - ان دونوں معزز اور صاحب علم نیز دیندار صاحبوں کی تقاریر کا منشا ڈاکٹر مکیگن صاحب ممدوح کی تقریر کے تیور میں تھا -

آخر خود ہمارے واجب العزت بزرگ پادری دہن جی بھائی نوروجی صاحب خضر صورت فرشتہ سیرت تقریر کے لئے کھڑے ہوئے کل درجہ کی خاک ساری فروتنی اور مسیحی بزرگانہ طبیعت اُن کے نورانی چہرہ سے نور افشانی کر رہی تھی - کچھ شک نہیں کہ اُن کی تقریر میں مسیحی دل رُبائی مرکوز تھی اور گویا کوٹ کوٹ کر روح القدس نے بھری تھی - آپ کی پوری تقریر کے اندراج کی اِس پرچہ کی قلت اوراق میں گنجائش نہیں +

لیکن پادری صاحب ممدوح الاوصاف کی دل پذیر تقریر کا خلاصہ یہہ ہے - کہ پچاس برس کی خدمت گذاری مسیحی میری جوانی لیاقت پر وابستہ اور منحصر نہیں رہی - بل کہ آفتاب صداقت اور صبح کے نورانی ستارہ کے فضل اور پوتر آتما کی تاثیر اور خدا باپ کی ہدایت پر منحصر اور وابستہ رہی الخ آپ کی جادو بھری تقریر کے تمام ہونے پر خدا کی حمد اور ستائش میں گیت گایا گیا اور دعا مانگی گئی اور جلسہ برخاست ہوا +

+ **نوٹ** ہم کو اس موقع پر ڈاکٹر طامس بلیبنی صاحب مرحوم محتشم ممبر چرچ آف اسکاٹ لینڈ بمبئی یاد آ گئے جو بفضل خدا زندہ موجود ہیں ان کی ہر دل عزیزیوں اور ہمدردیوں اور نیز دینداریوں کی تاثیر نے اہل کے معزز اور عالی جاہ لوگوں سے ہزار ہا روپیہ صرف کروا کر ڈاکٹر صاحب ممدوح کا نادر مجسم سنگ مرمر کا **اسٹیچو** قائم کروایا ہے - اسی بالیس[illegible] کی حکومت اور دلی کی سمر رزم اور ضد پرستی کی اکرستی کا کیسکسری ہی برزنت ہوا کہ اور ہوتا ہی اور ہوگا بھی +

رضتم



غور پسند ناظرین!!! آج دین دیال کرپا ندھان تیار پرمیشور کی کرپا اور دیا سے دیسی عیسائیوں کا شمار ہند بھر میں پچیس (۲۵) کچھ ہے اور ہند کا کل پاپولیشن تیس کروڑ کے لگ بھگ ہے۔ اور یہہ کہ دُنیا بھر کے مسیحیوں کا شمار بیالیس کروڑ چالیس لاکھ ہے۔ اگرچہ دیسی عیسائیوں کا شمار ہند بھر کی آبادی کے مقابل بہت ہی کم ہے۔ اور دُنیا بھر کے عیسائیوں کی نسبت تو گویا کچھ بھی نہیں۔ مگر سنہ اٹھارہ سو سینتالیس ۱۸۴۷ سیحی میں یعنے جس سال ہمارے معزز اور بزرگ پادری دہن جی بھائی نوروجی صاحب نے اسپر چوئل منسٹری کا خلعت پہنا تھا۔ اُس سال دیسی مسیحیوں کا شمار انگلیوں کی پوروں پر ہی ختم ہو جاتا تھا اور ایسٹ انڈیا کمپنی کی عدم توجہ اور لاپرواہی نیز محض دنیاداری دیل کہ کچھ اور بھی دیکھو فردوس منزل پادری کری صاحب اور ارم آرام گاہ پادری مارش من وغیرہ ہم کی سرگذشتیں جو تاریک زمانہ کو ظاہر کرنے کے لئے شمع کی مانند ہیں) کی وجہہ موجبہ سے مثل ایک انار سو بیمار کی مثال کا مصداق تھا۔ ایسے کس مپرسی وقت میں آپ کا خداوند مسیح کا غلام ہونا جو دنیوی تاج داروں اور تخت نشینوں سے بدرجہا بہتر ہے کیونکہ وہ رُتبہ غیر فانی اور اب ناشی اور یہہ فنا پذیر اور چند روزہ ہے چنانچہ ایک بزرگ آتش زبان فرماتے ہیں کہ

شکوہ تاج سُلطانی کہ بیم جاں درو درج است
کلاہِ دلکش است لیکن بدرد سر نمی ارزد

صد مرحبا اور ہزار احسنت کے لائق اور قابل ہے۔ اور پھر پارسی قوم میں سے عیسائی ہونا جو اب بھی پچیس لاکھ دیسی مسیحیوں میں سے پارسی عیسائیوں کی تعداد انگلیوں کے پوروں پر ہی ختم ہے۔ حالانکہ گذشتہ اب زمانہ بھی چکا چوندہ دلانے والی روشنی کا زمانہ ہے۔

فی الجملہ پادری صاحب ممدوح کا پارسی قوم میں سے عیسائی ہونا اور پھر کرشیش ہونا اور پھر فل پریسٹ ہو کر پچپن برس تک مقبلانہ کام کرنا جو بقول لارڈ لارنس لیٹ وائسرائے انڈیا اعلیٰ درجہ کی بادشاہت کی وزارتِ اعظم سے بھی اعلیٰ اور معتلی ہے روح القدس کی تائید کے بغیر نہ صرف محال ہی ہے بلکہ غیر ممکن بھی ہے۔ کاشکہ ہمارے دیسی پادری صاحب ممدوح کی پاک زندگی میں غور فرمائیں۔ راقم ہیچ میرز نے زیادہ غور کی ہے اور کر رہا ہے اور زیادہ تر کرے گا بھی۔ اور ساتھ ہی تہِ دل دُعا کرتا ہے کہ ہمارے بزرگ موصوف جو عموماً ہمارے لئے اور خصوصاً پارسی قوم کے واسطے **نمونہ** اور یہہ کہ ڈاکٹر بلینی صاحب کی مانند زندہ نمونہ میں اور بھی سال ہا سال تک اپنا زندہ نمونہ دکھاتے رہیں آمین ثم آمین

راقم رجب علی پنجابی ثم الدکنی

دارد حال حیدرآباد ۲۸ جولائی ۱۸۹۶ء

یادگار خاندان فیضی ابوالفضل ہسٹورین سلطنت حیدرآباد دکن اور آنریری منسٹر آف دی گاسپل

رڑکی کا امتحان مقابلہ

ٹامسن انجنیرنگ کالج رڑکی میں آئندہ سے انجنیری کی اُن اسامیوں کے امتحان مقابلہ میں جن کی نسبت گورنمنٹ نے نوکری دینے کا ذمہ لیا ہوا ہے باشندگان ممالک مغربی و شمالی اور پنجاب کے سوا اور کسی صوبے کے دیسی طلباء داخل نہ ہو سکیں گے۔ چند سال سے بنگالی طلباء کالج مذکور میں بکثرت داخل ہونے لگے تھے جس سے پنجابی اور ہندوستانیوں کی حق تلفی ہوتی تھی +

ڈاکوؤں کی گرفتاری

مسٹر بیور ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کرنال نے مشہور خوفناک ڈاکو جیند اور اُس کے گروہ باقی ماندہ دو اور بدمعاشوں کو گرفتار کیا ہے جو مدت سے اضلاع فیروزپور۔ لودیانہ اور پٹیالہ جیند۔ نابہہ کے علاقوں میں ڈاکہ زنیاں کرتے تھے مسٹر بیور نے ان مسلح بدمعاشوں کو بڑی ہوشیاری سے گھگر ندی کے کنارے ایک جنگل میں پٹیالہ اور انگریزی سرحد پر گرفتار کیا اور اُن کو اپنے ساتھ کرنال لے گئے۔ یقین ہے کہ یہہ لوگ اپنے کیفر کردار کو پہنچیں گے +

خوب کیا

لکھنو کے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اپنے مکان پر مقامی کے اردو اخباروں کے بعض اڈیٹروں کو بُلایا اور اُن کو متنبہہ کیا کہ وہ کسی ایسے مضمون کو جس سے عوام الناس میں جوش پیدا ہو نہ چھاپیں اور نہ نقل کریں۔ یہہ نصیحت تمام اڈیٹروں نے بخوشی منظور کر لی +

کلکتہ کا فساد

مسٹر وھیلر صاحب جوئینٹ مجسٹریٹ مقیم علی پور نے ۲۱۔ جولائی کی صبح کو مفسدوں کے دوسرے گروہ کو حکم سنایا۔ اِس گروہ میں پانچ اشخاص شامل تھے جن پر فساد اور ضرب خفیف لگانے کا جرم لگایا گیا تھا۔ باغی سرگروہ کو دو برس قید سخت کی سزا دی گئی اور باقی چاروں کو اٹھارہ اٹھارہ مہینوں کی قید سخت دیگئی ہے۔ حکم سُناتے وقت مجسٹریٹ صاحب نے کہا کہ یہہ فساد اگرچہ اِس کا اثر چند بواعث سے کچھ بہت بڑا نہیں ہوا مگر تاہم جس نیت سے یہہ کیا گیا تھا وہ کم درجہ کی نہ تھی۔ فسادیوں کے پہلے گروہ کا مقدمہ جس میں ۲۷ اشخاص گرفتار ہیں ابھی تک چلا جاتا ہے +

پانڈیچری

ہندو اور مسلمانوں میں سخت فساد کی خبر آئی ہے فوج منگائی گئی۔ ۱۰ ہزار مفسد تعداد میں ہیں +

مدراس

مدراس میں مشہور ہے کہ ماہ رواں کے آخر میں سمندر میں طوفان آئیگا۔ اور سمندر کی لہریں ۳۰ میل تک خشکی میں صعود کریگی بہت سے لوگ مدراس کو چھوڑ کر اور شہروں میں چلے گئے ہیں +

ملکوں اور شہروں کی مختصر خبریں

لنڈن- جولائی ۲۸- معلوم دیتا ہے کہ جرمنی پھر تاوان جنگ کے فیصلہ میں روک ڈالتی ہے اور اصرار کرتی ہے کہ اُس کے دیگر قرضخواہوں کے دعوں پر غور کیا جاوے +

لنڈن- جولائی ۲۸- روس تاوان جنگ کی نسبت جرمنی کی تجویزوں کی مخالفت کرتا ہے اور جرمن کے سفیر نے ہدایت کے لئے اپنی سرکار کو لکھا ہے +

لنڈن جولائی ۲۸- ہوس آف کامنس کے بعض ممبر ایک میموریل لارڈ جارج ہملٹن کے پیش کرنے والے ہیں جس میں اس امر کا تقاضہ ہوگا کہ ہندوستان میں قحط کے متعلق آبپاشی اور انہار کی ترقی کی کوشش کیجاوے +

لنڈن- جولائی ۲۹- جرمنی کا خیال ہے کہ ترکوں کو تھسلی کو نہ خالی کرنا چاہیے جب تک یونان کی مالی روک کی کمیٹی تاوان کے قسطوں کی ادائیگی کا ذمہ نہ لیوے +

کریٹ کی خبروں میں بیان کیا جاتا ہے کہ ترکی اور یورپین سپاہیوں میں اکثر دنگا کنیا میں ہوتا رہتا ہے +

لنڈن- جولائی ۲۹- لنکاشائر رجمنٹ مقیمہ مالٹا کی پہلی بٹالین کو حکم ہوا ہے کہ کریٹ کو جانے کے لئے تیار رہیں +

سفیروں نے تاوان جنگ کے مسودہ میں ایک ایسا فقرہ ایزاد کیا ہے کہ جو جرمنی کو اطمینان دہ ہے اور اُمید کی جاتی ہے کہ صلح کے شرائط سنیچر تک فیصلہ پا جاوینگے +

پونا جولائی ۲۹- کل رات مسٹر گوڈبولے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس نے جو سپوٹی پولس کے افسر ہیں وید بھاؤ نامی اخبار کے دفتر کی خانہ تلاشی کی اور پریس کی کچھ کتابیں اور کاغذات کا قبضہ کیا منجملہ اِن کے کئی لکھے ہوئے مضامین ہیں جن میں شایع شدہ باغیانہ مضامین کا ذکر پایا جاتا ہے- یہہ کل بمبئی کو روانہ کئے گئے ہیں +

لکھنو جولائی ۳۰- کل مولوی ہدایت رسول کا مقدمہ ختم ہوا- ڈیفنس کے ختم ہونے پر مجسٹریٹ نے اردو زبان میں ملزم سے کہا کہ تم کو پیشتر سے اطلاع دی گئی تھی کہ اس قسم کے مجمعوں کو گورنمنٹ پسند نہیں کرتی اور اگر کچھ بھی گورنمنٹ یا ملکہ کے خلاف کہا جاویگا تو تم گرفتار کئے جاؤ گے- اور جب دوسرے جلسہ کا اشتہار دیا گیا پھر بھی تم متنبہہ کئے گئے- صاحب مجسٹریٹ نے کہا کہ باوجود اس کے کہ پولیس سپرنٹنڈنٹ نے تمہاری تقریر کے نوٹ لئے ہیں تین مسلمانوں نے تمہارے مخالف گواہی دی ہے- اس واسطے تم کو ایک سال قید کی سزا دی جاتی ہے درحالیکہ تم دو ضامنیں دس دس ہزار کی نیک چلنی کی مہیا نہ کر سکے +

لنڈن جولائی ۳۰- یورپین فوج مقیمہ کنیا کو حکم ہوا ہے کہ وہ ہنک کے ہونے پر ہتھیاروں کو استعمال میں لاویں +

لنڈن جولائی ۳۰- اخبار سٹینڈرڈ کا بیان ہے کہ لارڈ جارج ہملٹن نے ممبران ہوس آف کامنس کے ڈپوٹیشن کے قبول کرنے سے انکار کیا ہے +

شملہ- جولائی ۳۱- مالاکنڈ پر کل رات سخت حملہ کیا گیا مگر وہ ہر جگہہ ہٹا یا گیا +

لنڈن جولائی ۳۱- اخبار ٹائمس کا بیان ہے کہ سفیروں کو ہدایت ہوئی کہ وہ جرمن کی تجویز کے دربارہ یونان کی مالی غیر ملکی ضبط پابند رہیں +

سفیران مقیمہ قسطنطنیہ نے ابتدائی عہد پیمان کا مسودہ ختم کر لیا ہے +

بمبئی جولائی ۳۱- پروفیسر گوکھل جو کل انگلستان سے واپس آیا ہے اقرار کرتا ہے کہ مجھ کو پونا کے ایک کارسپانڈنٹ کی غلط خبر سے جس میں یہہ ذکر تھا کہ عورتوں کی پردہ دری کی جاتی ہے اور کہ ایک عورت نے خودکشی کر لی ہے دھوکا لگا ہے- اُس نے بیان کیا میرے مخبر میرے دوست ہیں جن کو عرصہ سے جانتا ہوں اور جن کی راست بیانی پر مجھ کو پورا یقین تھا- گمان غالب ہے کہ اُس کا منشا ہے کہ یا تو اُس کا کارسپانڈنٹ اپنا بیان واپس لیوے یا اپنے بیانات کا ثبوت دیوے- اس امر کے عمل میں نہ آنے پر میں فوراً یا تو پوری کیفیت سے گورنمنٹ کو آگاہ کرونگا یا علانیہ معافی مانگونگا +

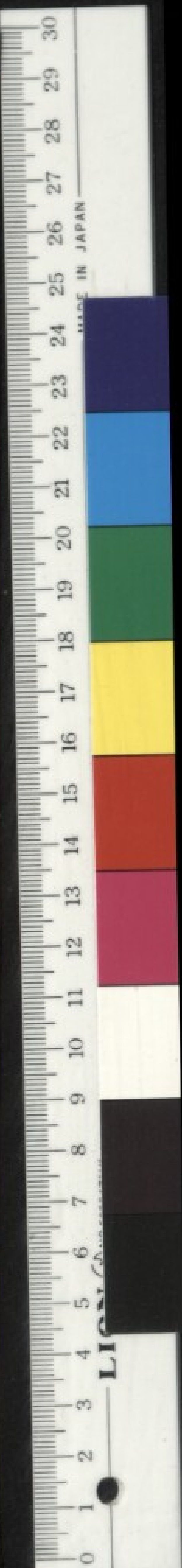
لنڈن اگست ۲- سنیچر کے روز سفیروں کی کانفرنس میں توفیق پاشا نے بعض ناقابل منظوری اصلاحیں صلح نامہ میں درج کی ہیں جن سے شک ہے کہ تازہ مشکلات پیش آویں +

کلکتہ- اگست ۳- کل رات ۹ بجے سے ذرا پہلے کلکتہ میں ایک سخت صدمہ زلزلہ کا محسوس ہوا- ایک منٹ تک جاری رہا- عمارات کے نقصان کی نسبت کوئی رپورٹ ابتک نہیں ہوئی ہے +

لنڈن- اگست ۳- ایتھنز کی خبر ہے کہ یونان کے فارن منسٹر نے ظاہر کیا ہے کہ شاہ جارج تخت تیاگ دیگا میں اگر یورپ کی عظام دول فیصلہ کرینگے کہ یونان کی مالی انتظام اُن کے قابو میں آجاوے +

بمبئی اگست ۳- پروفیسر گوکھل نے گورنمنٹ بمبئی میں اپنی تحریر پیش کردی ہے جس میں اُس نے تمام اُن حالات کا ذکر کردیا ہے جن کے رو سے اُس نے اخبار مانچسٹر گارڈین کے وکیل کو اپنا بیان دیا تھا- اور تمام اُن الزامات کو جو پلیگ کمیٹی اور اُن کے ماتحت سپاہیوں کے برخلاف لگائے گئے تھے- واپس لے لیا ہے اور معافی مانگی ہے +

بمبئی اگست ۳- چیف پریسیڈنسی مجسٹریٹ مسٹر سالدرس کے سپرد گنگا دھر تلک اور کیشو مہادیو بال کا مقدمہ ہوا- جرم جو لگایا گیا تھا کہ جون ۱۵ ۱۸۹۷ء بعض فقرے جو غایت درجہ کے جوش دلانے والے اور قابل اعتراض تھے جن سے گورنمنٹ کی نسبت بدرائی ہوتی ہے اخبار کیسری میں شایع کئے گئے- مقدمہ سیشن سپرد کیا گیا



مَضَامِینُ مُفِیدُ المُبتَدِئِینْ

بَرسَات کی مانند اُسکی آمد ہوگی

قریباً جولائی کا آدھا مہینہ گذرچکا تھا۔ پر اب تک بارش نہوئی تھی۔ بادل آتے اور چلے جاتے تھے جن سے دن کو چھاؤں ہوجاتی اور راتیں گرم اور اُمس ہوجاتی تھیں۔ شاید کبھی کچھ بوندیں بھی پڑ جاتی تھیں جن سے سڑک کی خاک بیٹھ جاتی اور ترکتی ہوئی پتیوں پر دھبے پڑجاتے تھے۔ مگر بڑے بڑے کھیت سورج کی گرمی سوکھے پڑے تھے اور ہارے ہوئے بیل چوں چوں کرتے ہوئے مرٹ کے چوگرد پھرتے تھے۔ زمیندار ماندے اور متفکر ہل جوتتے اور رات دن کنواں چلاتے تھے۔ ایک دن جب سورج غروب ہونے کو تھا سکھوں کا ایک گروہ گانو کے دروازے پر ضروری بات چیت کرنے کے لیے جمع ہوا۔ جس میں موسم کا ذکر تو سب سے اول ہوا ہی تھا۔ یہہ گانوں چھوٹا تھا لیکن اُس میں دو نمبردار گردت سنگہ اور کشن سنگہ نامی تھے ✚

گردت سنگہ نے سب سے پہلے کہا "بھائیو میں نہیں جانتا ہم کیا کرینگے۔ بارش کا معمولی وقت گذر گیا ہی اور ابتک کوئی نشان نہیں"۔ کشن سنگہ نے جواب دیا کہ کل میں نے ٹٹیری کو زمین پر لوٹتے دیکھا اور کئی دن سے چیونٹیاں اپنے انڈے زمین کے نیچے لیجاتی ہیں سو بارش دور نہیں ہی ✚

گردت سنگہ نے کہا شاید ایسا ہو پر میں نے دیکھا ہی کہ ایسے نشانوں کے بعد بھی مینھ نہیں برستا۔ تب تک تو میرے بیل بھک کر مرجائینگے۔ ہر دی کی سد اُس گروہ سے نکلی اور بہتوں نے بدشگونی بمہر ہلائے بعض اُن میں سے جوان تھے لیکن زیادہ تر اُن میں عمر رسیدہ اور سفید ریش تھے۔ سب دلگیر تھے۔ وہ اس قدر اس میں مشغول تھے کہ ایک بڈہا آدمی وہاں آیا مگر کسی نے اُس کی طرف خیال تک نہ کیا۔ وہ دُبلا پتلا اور سیدھی سادھی صوفیانہ پوشاک پہنے تھا۔ چونکہ اس کی صورت میں کوئی عجیب بات نتھی وہ کچھ مدت تک برکے درخت کی ٹھنڈ پر بیٹھا رہا مگر کسی نے نہ جانا کہ یہہ کوئی اجنبی ہی۔ آخرش اُنہوں نے اُس کا نام اور اُس کی ذات پوچھی ذات پوچھنے کی تو ضرورت نتھی کیونکہ تجربہ کار ہندوستانی کو تو اُس کی وضع ہی سے معلوم ہوگیا تھا کہ یہہ ــــ ذات کا ہندو ہی اور پیشہ اُس کا پٹواری ہی ✚

وہ بولا۔ اے دوستو جب سے میں ست گرو کا چیلا بنا میں وہ نہ رہا جو پیشتر تھا۔ میری زمین اور کام بھی جاتا رہا یہاں تک کہ میری بیوی اور بال بچوں نے بھی مجھکو فراموش کیا ✚

سب بول اُٹھے "یہہ کیسی وحشت انگیز بات ہی! ✚

اُس نے کہا۔ ہاں یہہ بیشک ست گرو کی خدمت میں وہ آرام جو مجھ کو چاہیے تھا مل گیا" اور اُس کا وعدہ ہی۔ کہ جیسے تیرے دن ہوویں ویسی تیری قوت ہو" جس کو میں نے ہمیشہ سچا پایا ✚

گردت سنگہ نے کہا۔ لیکن وہ زمین جو تمہارے اباو اجداد کی ہو اُس کے کھو دینے سے زیادہ کوئی اور خوفناک بات ہوسکتی ہی؟

کشن سنگہ نے کہا "اور پھر تمہارا بیٹا؟ ✚

وہ بولا میری سنو اے دوستو "اگر تم کو وہ خوشی جو مجھے ہی حاصل ہوتی۔ تو گو تمہارے کھیت سوکھے ہوں اور مینھ نہ برسے تو بھی تم کو تسلی ہوتی" یسوع نے کہا ہی۔ جو کوئی یہہ پانی پیے۔ پھر پیاسا ہوگا۔ پر جو کوئی وہ پانی جو میں اُسے دونگا پیے۔ وہ ابد تک پیاسا نہ ہوگا" گنگا کا دریا تم میں جاری ہوگا۔ یسوع کی تسلی سے سب کچھ آسان معلوم دیتا ہی ✚

اے دوست ہم سے سب کچھ بیان کر ✚

اُس نے کہا "میرا دل تمہاری زمین کی مانند خشک تھا۔ گھمنڈ کے کانٹے۔ گناہ کے زہریلے خس و خار اُس میں اُگتے تھے اور تو بھی میں علاج نہ جانتا تھا۔ میں نے اُن تالابوں میں غسل کی جو پُرخطا ملک ہندوستان کے لئے تجویز کئے گئے۔ لیکن اُن کے پانیوں سے مجھے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ یہاں تک کہ دریائے گنگا کے پانی سے بھی مجھ کو شفا نہ ہوئی۔ میں خدا کو ڈھونڈھتا تھا تو بھی نہ پاتا تھا۔ میں یقین کرتا تھا کہ ہمارا خدا بھسم کرنے والی آگ ہی۔ اِس لیئے میں اِس بھسم کرنے والے الضاف کے اِنتظار میں رہتا کہ وہ مجھ کو پاک کرے۔ لیکن ایک دن میں نے نبیوں کی کتاب میں پڑھا۔ کہ "وہ برسات کی مانند اُس کی آمد ہوگی"۔ وہ زندگی کا سیلاب جس کی تم خواہش رکھتے ہو اُس نے مجھ کو بوچھاڑ کی مانند دی۔ جیسا کہ مینھ پیکا زمین کو ترو تازہ کرتا ہی اسیطرح اُس کی حضوری خشک اور مردہ دل کو تازہ کرتی ہی۔ حقیقت میں یہہ بات تلاش کرنے کے لایق تھی۔ میں نے ڈھونڈھا اور سب کچھ یسوع مسیح میں جو خدا کا بیٹا ہی پایا۔ جس نے اِس دُنیا میں آکر دُکھ سہا اور اپنی جان دی اور اسیطرح فضل کی شفابخش ندیاں خرید لیں۔ وہ مُوا اور جی اُٹھا۔ اور ہر ایک پیاسے کو کہتا ہی۔ "ارے اے سب پیاسو پانی پاس آؤ۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہی کبھی پیاسا نہ ہوگا"

سورج غروب ہوگیا تھا۔ اور لالی مٹ گئی تھی اور شام کا ستارہ ارغوانی رات میں نکلا ہوا تھا اور تھوڑی دیر تک کے لیے سوائے کیڑوں کے پھڑکنے اور کنوؤں کی آواز کے کچھ نہ سُنائی دیا۔ رفتہ رفتہ وہ مجلس برخاست ہوئی ✚

اُنہوں نے کہا۔ دوست رات بھر یہاں رہ جاؤ۔ یہہ دعوت خوشی سے منظور ہوئی ✚

گردت سنگہ نے ذرا ٹھہر کر کہا۔ کیا میں اِس ست گرو کو جسکا ذکر تم کرتے ہو پا سکتا ہوں؟ میں تو غریب جاہل اور بے علم ہوں۔ اُس اجنبی نے اُس مضبوط شخص کے کندھے پر ہاتھ رکھکر کہا۔ تم مت ڈھونڈھو دوست وہ خود تمکو ڈھونڈھتا ہی۔ "ابن آدم آیا کہ کھوئے ہوئے کو ڈھونڈھے اور بچاوے۔ اور وہ ہر ایک کو زندہ پانی دیتا ہی ✚

"اے سب پیاسو پانی پاس آؤ"

پونے دو سو صفحے کی کتاب*

مسلمانوں کو مفت نذر ہے

مولوی محمد حسین لاہوری اڈیٹر اشاعت السنتہ کے

ہزار روپیہ کے انعام کا جواب جسٹس سید

امیر علی - کی کتاب تنقید الکلام فی

احوال شارع الاسلام کی مدلل و مدبر تردید

اس لاجواب کتاب میں حضرت محمد صاحب کی ازواج مطہرات یعنی امہات مومنین کے مفصل تاریخی حالات سنا کر بدلایل قاطع آنحضرت کی کثرت مناکحت کو سراسر عدول شرع اسلام و خلاف اخلاق ثابت کیا ہے اور نکاح زینب اور تعلقات ماریہ قبطیہ پر عیسائیوں کے تمام اعتراضوں کی طرح طرح کی دلایل کے ساتھ تائید کی ہے اور بڑے بڑے مناظرین اسلام مثل مولوی محمد علی کانپوری اور مولوی محمد حسین لاہوری اور مولوی خیروزالدین ڈسکوی اور مولوی حکیم نورالدین بھیروی صاحب فصل الخطاب اور اور بہت سے مولویوں کے تمام عذرات کو جو آجتک عیسائیوں کے مقابلہ میں محمد صاحب کی حمایت میں پیش کئے گئے کسی عیسائی مناظر نے متینانہ عبارت میں عالمانہ ڈھنگ محققانہ روش اور ظریفانہ مذاق سے بڑے سند مد کے ساتھ باطل کیا ہے ایسا کہ مخالف کو مجال کلام باقی نہیں رہتی ۔

واضح ہو کہ مولوی ابو سعید محمد حسین لاہوری نے بماہ دسمبر گذشتہ جلسہ اعظم مذاہب کے روبرو بمقام لاہور برملا یہہ عام تحدی دی تھی کہ جو شخص محمد صاحب کی ایک خطا یا ایک گناہ ثابت کردیگا اُس کو مولوی صاحب ممدوح ایک ہزار روپیہ انعام عطا فرماوینگے یہہ کتاب اس تحدی کا بڑا بانکا جواب حضرت محمد صاحب کی چلن کو مبرا از خطا ثابت کرنیوالے مسلمان مولویوں کے دانت کھٹے کردینیوالی اور اُن کے قلم توڑ دینیوالی ہے اور مشتہر کتاب محمد حسین صاحب کے ایکہزار کے انعام کی رعایت میں اس کتاب کی **ایکہزار جلدیں مسلمانوں کو بالکل مفت نذر کرنیکو** تیار ہیں تاکہ وہ مولوی صاحب کے اشتہار اور ہمارے اس جواب کا موازنہ خود کرلیں پس جو مسلمان چاہے فوراً اپنے ہندوستان سے بذریعہ کارڈ ہم کو مطلع کرے کتاب گھر بیٹھے اُس کو پہنچ جاویگی - یہہ درخواستیں ۱۰ اگست ۱۸۹۷ء تک پہنچ جانی چاہئیں - ایکہزار درخواستیں پہنچ جانیکے بعد پھر تعمیل کسی درخواست کی نہ ہوگی اور جو درخواستیں پہلے پہنچینگی اُن کا پہلے لحاظ کیا جائیگا ۔

نوٹ* یعنے اس کتاب کو کچھ مدت ہوئی اول سے آخر تک دیکھا ہے اور ہم گواہی دیتے ہیں کہ عیسایان [illegible] میں صحیح ہے یہہ کتاب واقعی قابل دید ہے - ہمکو کامل یقین ہے کہ مسیحی احباب ضرور بالضرور حسب درخواست مشتہر کنندہ کو بہت جلد ان صاحبان اہل اسلام کے نام نامی سے جن سے وہ واقف ہیں اطلاع دینگے ۔ (ایڈیٹر)

المشتہر

ڈاکٹر احمد شاہ شایق

دفتر کرسچن ایڈوکیٹ گوجرانوالہ پنجاب

عیسائی ناظرین نور افشاں کی خدمت میں ۔

ضروری التماس

پنجاب و ممالک مغربی و شمالی و اوودہ و ممالک متوسط و بنگال کے تمام عیسائی بھائیوں سے یہہ عرض ہے کہ یہہ کتاب محمد صاحب کے حالات میں خاصکر اہل اسلام کے واعظوں اور مناظرین کو دندان شکن جواب دینے کی غرض سے لکھی گئی ہے اور اسی لئے اس کی ایک ہزار جلدیں اُن کے درمیان مفت تقسیم کرکے اُن سے جواب طلب کرنا منظور ہے اسلئے آپ صاحبان کچھ توجہ فرماکر بلکہ کچھ تکلیف گوارا فرماکر اپنے اپنے شہر کے اُن مسلمان واعظوں مناظروں اور مولویوں کے نام اور پتہ سے جو عیسائیوں کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی جرأت رکھتے یا حمایت اسلام کا دعوی کرتے ہیں بذریعہ کارڈ بہت جلد مجھ مشتہر کو اطلاع بخشکر اپنا ممنون بنائیں تاکہ کتاب اُن لوگوں کو جو مستحق ہیں ضرور ضرور پہنچ جاوے سکو اطلاع ۱۰ اگست سے پہلے ملجانی چاہئے ۔

بخدمت اڈیٹر صاحبان اخبار مسیحی امرتسر اور کشف الحقایق بھی التجا عرض ہے کہ وہ بھی اس اشتہار کو اپنے اپنے ناظرین کی توجہ کے واسطے اپنے اخباروں میں جو ماہ جولائی کے اختتام پر شایع ہونے والے ہیں کسی عمدہ موقع پر جگہ بخشیں ۔

دستور العمل اخبار نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر انگریزی ضمیمہ ...... [illegible]

قیمت سالانہ اہل شہر سے معہ انگریزی ضمیمہ ...... [illegible]

قیمت سالانہ معہ محصولڈاک بغیر انگریزی ضمیمہ ...... [illegible]

قیمت سالانہ معہ محصولڈاک معہ انگریزی ضمیمہ ...... [illegible]

قیمت دو کاپیوں یا اس سے زیادہ ایک ہی شخص کے نام برفی کاپی معہ ضمیمہ [illegible]
بغیر ضمیمہ ...... [illegible]

پادری ای - ایم - [illegible] صاحب ایڈیٹر و مہتمم نور افشاں کی معرفت - [illegible] مشن پریس لودیانہ [illegible] کے اہتمام سے چھپا